اِداریہ

مدارسِ دینیہ میں تدریسِ قراءات کی ضرورت اور رشد 'قراءات نمبر' کی اِشاعت کا پس منظر

ابتدائے اسلام سے علومِ دینیہ کی تعلیم و تدریس اور ترویج و اشاعت میں مدارسِ دینیہ کا کردار اِنتہائی نمایاں رہا ہے، جو کسی صاحب بصیرت سے پوشیدہ نہیں بلکہ یہ کہنا غیر مناسب نہیں ہوگا کہ دینِ اسلام کا انتقال، جس کی حفاظت کی ذمہ داری باری تعالیٰ نے خود اٹھائی ہے، انہیں مدارس کے وجود اور پیہم کوششوں سے ممکن ہوا۔ آج اگر اسلام کا چار سو پھیلاؤ ہے تو اس میں ان اداروں کا خاصہ کردار شامل ہے جو انہوں نے محدود وسائل اور بے سروسامانی کے باوجود اَدا کیا اور تا حال کر رہے ہیں۔ اسی کردار کی بدولت آج آپ کو تاریخ اسلام کی وہ تمام قد آور شخصیات، جن کے کارہائے نامہ پر دنیا فخر محسوس کرتی ہے، اسی چشمہ سے فیض یافتہ نظر آئیں گی۔

ان تمام ترخوبیوں اور درخشندہ ماضی کے باوجود دینی مدارس میں کچھ ایسے تشنہ پہلو موجود ہیں جن کی سیرابی ابھی باقی ہے، مثلاً ہمارے اِن اداروں (خصوصاً برصغیر پاک و ہند) میں متنوع قراءاتِ قرآنیہ کو بطور نصاب پڑھانے سے صرف نظر کیا گیا ہے۔ بظاہر اس دیدہ دانستہ اغماض کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی، کیونکہ بہت سارے ایسے علوم ہیں جو متنوع قراءات کی بنیاد پر تن آور درخت کی سی حیثیت سے کھڑے ہیں۔ یہی قراءات قرآنیہ تفسیر قرآن میں مجمل معنی کی وضاحت کر رہی ہوتی ہیں، انہیں قراءات کی بنیاد پر استنباطِ احکام میں ایک فقیہ کو راجح مسلک کا علم ہوتا ہے، یہی قراءات عقیدۂ سلف کی توضیح اور نکھار میں مدو معاون ثابت ہورہی ہوتی ہیں، انہیں کی بنیاد پر قرآن کریم کو وہ امتیاز اور اعجاز ملتا ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں کفار کو چیلنج کی صورت میں کیا گیا کہ ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا...... الخ﴾ [البقرۃ:۲۳]

''اور اگر تمھیں اس امر میں شک ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے، یہ ہماری نہیں، تو اس کی مانند ایک ہی سورت بنا لاؤ، اپنے سارے ہم نواؤں کو بلا لو، ایک اللہ کو چھوڑ کر باقی جس جس کی چاہو مدد لے لو، اگر تم سچے ہو تو یہ کام کر کے دکھاؤ، لیکن تم نے ایسا نہ کیا اور یقیناً کبھی نہیں کر سکتے......''

اور سب سے بڑھ کر قرآن کریم کا نطق اور کیفیت اَدائی جو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو رسول اللہ ﷺ نے سکھائی تھی، سے

www.KitaboSunnat.com

آشنائی ملتی ہے، لیکن اَرباب مدارس، افسوس کہ اس سے بے اعتنائی برتتے رہے اور برت رہے ہیں، سوائے چند ایک اداروں کے جن کے اَکابرین کو اللہ تعالیٰ نے فکر کی گہرائی اور نظر کی وسعت سے نوازا ہے۔ لاکھ کوشش کے باوجود ہم ابھی تک یہ نہیں جان سکے ہیں کہ وہ کون سے پیمانے ہیں جن کی بنیاد پر علم قراءت کو دیگر علوم متداولہ کے مقابلے میں کم اہمیت کا حامل جانا گیا۔ معلوم نہیں اہمیت وافادیت کس ثریا کا نام ہے، جہاں دیگر جملہ علوم تو یک جنبش چڑھ دوڑے، لیکن علم قراءت وہاں تک نہیں پہنچ پارہا بلکہ ابھی کوسوں دور ہے؟

حالانکہ ہماری دانست میں یہ علم دیگر علوم کے مقابلے میں کسی بھی طور پر کم اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے اس کی افادیت کیا ہے اور اسے کیوں مدارس دینیہ کے نصاب کا حصہ ہونا چاہئے؟

علم قراءات اور تفسیر قرآن

تفسیر کا معنی ہے الفاظ قرآنیہ کا مفہوم اس طرح پوری وضاحت سے بیان کردیا جائے کہ اس میں کوئی ابہام یا اجمال باقی نہ رہے۔ سو جہاں اس مقصد کے حصول کے لئے دیگر علوم معاون ثابت ہوتے ہیں وہی علم قراءت بھی مجمل الفاظ کی تفصیل اور ابہام کی توضیح کرتا نظر آتا ہے، مثلاً

اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلَالَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ﴾ [النساء:١٢]

آیت مذکورہ میں لفظ 'أخٌ' اور 'أختٌ' میں اِبہام ہے کہ وراثت کی تقسیم میں ذکر کیا گیا حصہ کس بھائی اور بہن کا ہے؟ حقیقی (سگے) بھائی اور بہن مراد ہیں، علاتی (جو باپ کی طرف سے ہوں) یا اخیافی (جو ماں کی طرف سے ہوں)

تو دوسری قراءت میں اس کی وضاحت یوں موجود ہے: ﴿وَلَهٗ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ مِّنْ اُمٍّ﴾

یعنی ''جو اخیافی بہن بھائی ہوں، ان کا وراثت میں یہ حصہ ہے۔''

دوسری مثال

قسم کا کفارہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ﴾ [المائدۃ:٨٩]

''(ایسی قسم توڑنے کا) کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو وہ اوسط درجے کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے بال بچوں کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑے پہناؤ یا ایک غلام آزاد کرو۔''

آیت بالا میں بھی لفظ 'رَقَبَة' کی وضاحت موجود نہیں کہ قسم کا کفارہ دیتے ہوئے اگر غلام آزاد کرنا مقصود ہو تو کیا غلام میں کوئی تمیز موجود ہے کہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم؟ یا کسی بھی غلام کو آزاد کیا جاسکتا ہے؟

تو قراءات کا اختلاف ہمیں بتاتا ہے کہ اس ضمن میں غلام کا مسلمان ہونا ضروری ہے، کیونکہ دوسری قراءت میں لفظ 'رَقَبَةٍ' کی صفت 'مُؤْمِنَةٍ' سے بیان ہوئی ہے۔ بنابریں ہم کہتے ہیں کہ کسی بھی مسئلے کی تفسیر میں ایک قراءت سے معنی اس طرح واضح نہیں ہوتے جیسے متنوع قراءت مسئلہ کو کھول کر بیان کرتی ہیں، چنانچہ اس پہلو سے دینی مدارس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں متنوع قراءت کی تدریس کی افادیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایک عالم دین تفسیری مشکلات کو شاید اس طرح سے حل نہ کرسکے جس طرح قراءت سے واقف عالم دین کرسکتا ہے۔

نصوص کا ظاہری تعارض اور علم قراءات

وہ مسائل جن میں بظاہر نصوص میں باہمی تعارض نظر آرہا ہوتا ہے اور رفعِ تعارض کے لئے تطبیق کی کوئی صورت نکالنا ہوتی ہے، وہاں بھی قراءت ممد ومعاون ثابت ہوتی ہیں، مثلاً

اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَآيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنۡ يَّوۡمِ الۡجُمُعَةِ فَاسۡعَوۡا اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ﴾[الجمعة:۹]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب پکارا جائے نماز کے لئے جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔''

مذکورہ بالا آیت میں ذکر ہے کہ جب تمہیں جمعہ کے لئے ندا دی جائے تو اللہ کے ذکر کے لئے دوڑو، جبکہ دوسری طرف صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ

«أنَّ أبا هريرة قال سمعتُ رسول الله ﷺ يقول إذا أُقِيمتِ الصلوةُ فلا تأتوها تسعون وأتوها تمشون، عليكم السكينة فما أدركتم فصلُّوا وما فاتكم فاتمُّوا» [صحيح مسلم:۸۵۷]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ جب نماز کھڑی ہوجائے تو تم دوڑ کر اس کی طرف نہ آؤ بلکہ چلتے ہوئے آؤ، تم پر اطمینان لازم ہے۔ جو پالو پڑھ لو اور جو رہ جائے اُسے مکمل کرلو۔''

اب بظاہر دو نصوص کے درمیان تعارض کی کیفیت نظر آرہی ہے۔ آیت قرآنی کے مطابق نماز جمعہ کے لئے دوڑ کے آنا چاہئے جبکہ حدیث نبوی نماز کے لئے دوڑ کر آنے سے منع کررہی ہے، اب اگر دیگر قراءات کو سامنے رکھا جائے تو یہ ظاہری تعارض بآسانی دور ہورہا ہے، مثلاً ایک دوسری قراءت میں لفظ 'فاسعوا' جس کے معنی دوڑنے کے ہیں، کی جگہ لفظ 'فَامْضُوْا' ہے جو اطمینان اور سکون سے چل کر آنے کا معنی دیتا ہے، گویا دوسری قراءت نے اس ظاہری تعارض کو یوں رفع کیا کہ حدیث نبوی کا مفہوم اپنی جگہ ٹھیک ہے اور آیت قرآنی میں لفظ 'فَاسْعَوْا' کا مفہوم جمعہ کے لئے انتہائی کوشش اور جستجو سے آنے کا ہے، جو دوسری قراءت کو سامنے رکھتے ہوئے اَخذ کیا گیا ہے۔

یہاں ضمناً اس بات کی وضاحت بھی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ کیا ہم نے مشاہدہ نہیں کیا کہ بیمار اَفکار کے حامل، اِعتزالی روش کے عادی اور فتنہ پرور محققین کیسے اَحادیث کو قرآن کریم کے مقابل لاتے ہیں اور پھر قرآن کریم کی اتھارٹی کا بہانہ بنا کر ذخیرہ اَحادیث سے ہاتھ صاف کرنے کا جواز تلاش کرتے ہیں۔ فتنہ اِنکارِ حدیث ہمیں کیوں سبق نہیں دیتا کہ علم قراءت کو پس پشت ڈالنا گویا کہ مذکورہ محققین کو کھلی چھٹی دینا ہے، تاکہ وہ قراءت کو 'فتنہ عجم' کا نام دے کر اُسے مشکوک ٹھہرائیں اور پھر نصوص کے باہمی تعارض کو بہانہ بنا کر اَحادیث صحیحہ کا انکار کردیں؟

اَرباب مدارس کو قرآن اور سنت دونوں کے تحفظ کے لئے اس طرف توجہ دینا ہوگی، تاکہ نقب زنوں کی تمام راہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسدود کردی جائیں اور فتنہ باز دانشوروں کے فتنوں کو متعدی ہونے سے روکا جائے۔

مختلف فقہی اَحکام کا اِستنباط اور علم قراءات

بسا اَوقات دو مختلف قراءات مختلف مسائل کے استنباط کا فائدہ بھی دیتی ہیں، مثلاً

اِرشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ﴾ [البقرۃ:۲۲۲]

''اور تم ان کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ پاک صاف ہو جائیں۔''

یعنی بیوی سے اس وقت تک جماع نہ کیا جائے جب تک اُسے حیض آنا بند نہ ہو جائے۔ قراءتِ حفص کے اعتبار سے بیوی سے جماع کے لئے حیض کے بند ہونے کے بعد غسل کی صورت میں طہارت ضروری نہیں، صرف حیض کا بند ہونا ہی کافی ہے جبکہ دوسری قراءت میں لفظ 'یَطْھُرْنَ' ط کے سکون کے بجائے تشدید کے ساتھ یَطَّھَّرْنَ ہے جس کا معنی یہ ہوگا کہ بیوی کے قریب جانے کے لئے حیض کا بند ہونا ہی کافی نہیں بلکہ غسل کرنا بھی ضروری ہے، چنانچہ دو مختلف قراءات سے الگ الگ مسائل کے استنباط سے یہ مترشح ہو رہا ہے کہ اس مسئلے میں تخفیف کا پہلو موجود ہے۔

جس طرح اہل مدارس جمود و اِضمحلال سے تحقیق و اجتہاد کی طرف، عصری علوم کی بیگانگی سے اس کی درس و تدریس کی طرف اور فقہ الواقع کی جہالت سے آشنائی کی طرف مثبت پیش رفت کر رہے ہیں اسی طرح ہم اپنے منتظمین مدارس سے یہ بھی توقع رکھتے ہیں کہ متنوع قراءات کی افادیت کے پیش نظر اس کی بطور نصاب تدریس کے مسئلے میں بھی اپنا کردار ادا کریں گے، تاکہ جہاں ہمارے نونہالان حفاظتِ قرآن کریم کی ایزدی ذمہ داری کی عملی تعبیر بن سکیں وہاں وہ قرآن کریم کے معنی و مفہوم اور تشریح و توضیح کو بھی منہج سلف کے مطابق بآسانی سمجھ سکیں اور اس طرح قراءات قرآنیہ کو 'فتنہ عجم' کہنے والے دانش بازوں کے سامنے مضبوط چٹان کی صورت میں کھڑے ہو جائیں، تاکہ ہوائے نفس کی پیروی کرنے والے، جو خود فتنہ عجم ہیں، اپنے فتنہ کو متعدی نہ کر سکیں۔ اسی طرح ان کے فکری اکابرین جو قرآن کریم کو بھی توراۃ و انجیل کی طرح بازیچۂ اطفال بنانے کا مذموم ارادہ رکھتے ہیں، بھی ناکام و نامراد ہو جائیں اور جان لیں کہ قرآن کریم کی حفاظت کو عملی تعبیر دینے والے بیداری کے ساتھ روئے زمین پر موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

اختلافِ قراءات کے سلسلہ میں کسی اجنبیت کا شکار ہونے کے بجائے اس کے سلسلہ میں سادہ بصیرت کا استعمال بھی شافی اطمینان دے سکتا ہے۔ دیکھیے کہ ایک زبان جب مختلف علاقوں اور قبائل میں پھیلی ہو تو بسا اوقات اس کے بعض الفاظ کے استعمالات اور لہجوں میں اتنا فرق واقع ہو جاتا ہے کہ ایک جگہ کے رہنے والوں کے لیے دوسری جگہ والوں کے لہجوں میں بات کرنا بڑا مشکل محسوس ہوتا ہے، جیسا کہ دہلی اور لکھنؤ کی اُردو کا حال ہے۔ جب قرآن مجید دورِ نبوت کے مشہور قبائل قریش، ہذیل، تمیم، ربیعہ، ہوازن اور سعد بن بکر میں پھیلا تو ان کی عربی میں کئی فرق پائے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم کو سات حروف (لغات و لہجات) میں اتارنے کی ایک اہم حکمت یہ بھی تھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس کے پہلے مخاطبین ایک ہی لہجے کے تکلف کا شکار نہ ہوں۔ البتہ جب بعد ازاں لوگوں کے مختلف انداز سے کلام حکیم کو پڑھنے سے مغالطے پیدا ہونے لگے، تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے تمام حروف کو یکجا جمع کرنے اور محفوظ رکھنے کا سرکاری سطح پر اہتمام فرمایا، اگرچہ رسم الخط میں قریش کے رویے کو ترجیح دی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آج بھی مطبوعہ قرآنوں میں کئی لفظوں کو اپنے حروف میں لکھ کر بعض حروف کے اوپر دوسرا حرف بھی ڈال دیا جاتا ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ اس حرف کی جگہ وہ بھی پڑھا جاسکتا ہے جیسے ''سورۂ غاشیہ کی آیت ﴿لَسۡتَ عَلَيۡهِم بِمُصَيۡطِرٍ﴾ میں 'ص' کے اوپر 'س'......

چونکہ اس زمانہ میں عربی کتابت نقاط وحرکات سے خالی ہوتی تھی، اس لیے ایک ہی نقش میں متنوع قراءتوں کے سمونے کی گنجائش موجود تھی، لیکن بعد میں جب لفظوں اور حرکتوں سے متنوع شکلوں کا فرق واضح ہونے لگا، تو قرآن مجید بھی علیحدہ علیحدہ قراءتوں میں شائع ہونے لگے۔ اسی طرح دنیا کے مختلف خطوں میں مخصوص قراءتیں رائج ہوئیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مشرق (برصغیر پاک وہند، وسط ایشیا اور ایران وعراق سمیت شرق اوسط) میں جس طرح ''قراءات امام عاصم کوفی...... بروایت حفص'' مروج ہے، اسی طرح قرون وسطی کے مغرب (شمالی افریقہ تا اندلس) میں ''قراءات امام نافع مدنی...... بروایت ورش'' عام ہے۔ دنیا بھر میں ان دو قراءتوں کے علاوہ دیگر قراءات میں بھی قرآن مجید مشہور نشریاتی اداروں کی طرف سے مسلمان حکومتوں کے اہتمام میں چھپتے آرہے ہیں۔

یہ بھی واضح رہے کہ قرآن کریم میں کتابت کی بجائے اصل 'تلاوت' ہے، لہٰذا خلیفہ راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ماہرین قراءات کے ساتھ 'مصحف امام' کی نقول مختلف جہات میں روانہ فرمائی تھیں اور آج تک انہی قراء کے حوالہ سے متعدد قراءات کی متواتر روایت نبی ﷺ تک نہ صرف محفوظ و مامون ہیں، بلکہ ہر زمانہ میں لاکھوں قاری اپنی مخصوص قراءتوں میں ان کی تلاوت کرتے ہیں اور دوسروں کو حفظ کرانے کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں علمی اور تحقیقی کام بھی بہت وسیع وعریض ہے۔

مغرب کے سیاسی اور فکری غلبے کے نتیجے میں جب مسلمانوں کے دین وایمان سے متعلقہ علوم پر بھی مستشرقین نے یلغار کی، تو انہیں 'محمد ﷺ' کی سنت وسیرت کا کمال اور قرآن کی حفاظت کا اعجاز بہت کھٹکا، کیونکہ دنیا بھر میں 'قرآن' کے علاوہ کسی الہامی کتاب کی اس طرح انتہائی حفاظت وتلاوت کا تو دعویٰ بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، چنانچہ بہت سوں نے سیرت رسول کے بارے میں شبہات پھیلائے تو دوسروں نے قرآن کی قراءتوں کو 'فتنہ عجم' بتا کر اشکالات پیدا کرنے کی کوشش کی، حالانکہ قراءات کا تنوع قرآن کے اعجاز ہی کا ایک پہلو ہے، اس میں اختلاف کا تضاد ممکن ہی نہیں۔

چونکہ دورِ حاضر مسلمانوں کے علمی انحطاط کے ساتھ ساتھ ایمان وعقیدہ کی کمزوری سے بھی دوچار ہے، لہٰذا بعض نام نہاد اہل علم...... مغرب کے پھیلائے ہوئے شکوک وشبہات سے متاثر ہونے لگے اور انہوں نے ایک طرف جہاں آزادی تحقیق کے نام پر سنت وحدیث کا انکار کردیا یا سنت وحدیث کو الگ الگ کر کے استخفاف حدیث کا رویہ اپنایا، تو دوسری طرف قرآنی علوم کی وسعت سے ناواقفی کی بناء پر اپنے ملک میں رائج قراءت کے علاوہ دوسری متواتر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قراءتوں کا انکار کر دیا، حالانکہ کتنی بڑی بوالعجبی ہے کہ قرآن جیسی عالمگیر کتاب کو اپنے علاقہ تک مخصوص کر لیا جائے، تاہم ان سب کچھ کمزوریوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنے 'ذکر' کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہے، چنانچہ ان فتنوں کے ساتھ ساتھ اللہ کے بندوں کی طرف سے اس کی حفاظت کے لیے ادنیٰ سے اعلیٰ مساعی مسلسل ہوتی رہتی ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں تجوید وقراءات کے مدرسے کسی سرکاری سرپرستی کے بغیر تو یہ کام کر ہی رہے ہیں، علاوہ ازیں سرکاری اہتمام میں جامعہ ازھر اور مدینہ یونیورسٹی کے 'تجوید وقراءات' کے شعبے خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

'جامعہ لاہور الاسلامیہ' سے منسلک تحقیقی ادارہ 'مجلس التحقیق الاسلامی'، جس کا آرگن مجلّہ 'محدث' ہے، مذکورہ بالا فتنوں کے بارے میں ماضی بعید سے بڑا احساس کردار پیش کرتا آرہا ہے، لہٰذا 'مجلس' جہاں 'محدث' کے ذریعے منکرین حدیث کے شبہات کے اِزالے کے لیے علمی محاسبہ کا فریضہ انجام دیتی رہتی ہے، وہاں اب 'جامعہ' کا ترجمان ماہنامہ 'رشد' بھی عرصہ دوتین سال سے مسلسل قرآنی علوم، جن میں شاہکار متنوع قراءتوں کا معجزہ ہے، کے تعارف وثبوت کے لیے کوشاں ہے۔ اسی سلسلے کی ایک عملی شکل 'جامعہ لاہور الاسلامیہ' کے زیر اہتمام مدینہ یونیورسٹی کی طرز پر تقریباً عرصہ بیس سال سے 'کلّیة القرآن الکریم والعلوم الاسلامیة' کا اجرا ہے، جہاں کتاب وسنت اور عربی لغت کے مروجہ علوم کے علاوہ علم قراءات سے وابستہ جملہ علوم القرآن کا تخصص کرایا جاتا ہے۔

اِن تمام اَقدامات کے علاوہ ضرورت اس بات کی تھی کہ متنوع قراءات قرآنیہ کی حجیت وثبوت اور دیگر متعلقہ معلومات پر ایک خاص اشاعت کا اہتمام کیا جائے، تاکہ جہاں اردو زبان میں موجود مفید مواد کو یکجا کر دیا جائے، وہاں علم قراءات کے اُن تشنہ پہلوؤں پر، جن پر تاحال اردو زبان میں نہیں لکھا گیا، ضروری مواد کو اُردو قالب میں ڈھال کر پیش کر دیا جائے۔ تحریک 'کلیہ القرآن الکریم' کے وابستگان الحمد للہ عرصہ بیس سال میں اس پوزیشن تک پہنچ چکے تھے کہ وہ مذکورہ ضرورت کی تکمیل کرتے، چنانچہ 'کلیہ' کے ذمہ داران نے اسی احساس کے پیش نظر 'جامعہ لاہور الاسلامیہ' کے ترجمان ماہنامہ 'رشد' کے حالیہ 'خاص نمبر' کی اِشاعت کا اہتمام کیا۔ یاد رہے کہ 'رشد' قراءات نمبر' کے سلسلہ میں تاحال ادارہ کو سو (۱۰۰) کے قریب مضامین جمع کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی ہے، جن میں سے اکثر مضامین وتراجم فضلاء کلیہ ہی کی طرف سے پیش کردہ ہیں۔ مضامین کی کثرت کی وجہ سے اس خاص نمبر کو دو حصوں میں پیش کیا جارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ اُن اداروں کو، جو کہ قرآن کریم (بشمول قراءات قرآنیہ) اور سنتِ رسول ﷺ کے دفاع کے لیے مسلسل گامزن ہیں، قائم دائم رکھے اور انہیں دن دگنی رات چوگنی ترقی عطاء فرمائے اور دیگر ادارے، جو تاحال اس ضرورت سے صرف نظر کیے ہوئے ہیں، کو بھی اس کارِ عظیم میں حصہ ڈالنے کی توفیق وہمت عطاء فرمائے۔ آمین

حافظ نعیم الرحمٰن ناصف
[فاضل جامعہ لاہور الاسلامیہ، رکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ